13

(1) تحدیث بالنعمت
(2) تحریک جدید کے سالانہ جلسے
(3) فتنے کس طرح مٹ سکتے ہیں

(فرمودہ 7 جون 1940ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"سب سے پہلے تو میں تحدیث بالنعمت کے طور پر اپنے گزشتہ خطبہ کے ایک فقرہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے بیان کیا تھا کہ گو شاہِ بیلجیئم نے پیر اور منگل کی درمیانی رات کو ظاہر میں ہتھیار رکھے ہیں مگر کیا تعجب ہے کہ 24اور 25 تاریخ کی درمیانی رات کو جب مجھے یہ الہام ہؤا درحقیقت یہ فیصلہ اسی وقت کا ہؤا اور اللہ تعالیٰ نے اس وقت جبکہ وہ یہ سمجھوتہ کر رہا ہو مجھے بتا دیا ہو کہ یہ واقعہ ہو رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں کل یا پرسوں کا تار ہے کہ بیلجیئم گورنمنٹ نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ جب بادشاہ نے ہتھیار رکھے ہیں اس سے دو روز قبل اس نے یہ سمجھوتہ کر لیا تھا کیونکہ 25 کو اس نے تار دیا تھا کہ میرے بیٹے جو فرانس میں ہیں انہیں سپین بھیج دیا جائے۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ 24اور 25 کی درمیانی رات کو اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا اور یہی وہ رات ہے جب مجھے یہ الہام ہؤا۔ اس تار سے میرے خیال کی تصدیق ہو جاتی ہے۔

25 کی صبح کو اس کا یہ تار دینا بتاتا ہے کہ اس سے پہلی رات وہ ایسا فیصلہ کر چکا تھا جو اسے فرانس کا مخالف بنا دینے والا تھا۔ اس لئے وہ نہ چاہتا تھا کہ اس کے بچے فرانس میں رہیں۔ میرا یہ الہام رات کے قریباً ایک دو بجے کے درمیان کا ہے اور یورپ کے وقت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ وہاں نو بجے رات کا وقت تھا۔ معلوم ہوتا ہے اس نے اسی وقت یہ فیصلہ کیا تھا اور اس کے ماتحت اس نے 25 کو یہ تار دیا کہ میرے بچے فرانس سے سپین بھیج دیئے جائیں۔

اس کے بعد مَیں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ تحریک جدید کے چندے اور دوسرے مطالبات جو ہیں ان کے متعلق میں ہر سال ایک جلسہ کرایا کرتا ہوں جس میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ ایک تو اس سے پہلے پہلے جماعتیں اپنے تمام چندے یا ان کا اکثر حصہ ادا کر دیں اور دوسرے ان جلسوں میں تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق تقریریں کی جاتی ہیں تا جماعت میں جو لوگ نئے جوان ہوئے ہیں وہ آگاہ ہو سکیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ باتیں کئی سال سے دُہرائی جاتی ہیں لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ جو باتیں انسان پر بوجھ ہوتی ہیں وہ متواتر یاد دلانے سے ہی یاد رہ سکتی ہیں ورنہ اگر دس سال کے بعد بھی یاد نہ دلایا جائے تو بھول جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز کا حکم بار بار دیا ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ کے کلمات دن میں کئی بار دہرانے کا حکم دیا ہے جو ہمارے عقیدہ کا اعلان ہیں اور ان کو دن میں کئی کئی بار دہرایا جاتا ہے تا دنیا کو پتہ لگتا رہے اور علم ہوتا رہے کہ اب بھی ہماری دینی حالت وہی ہے جو صبح تھی۔ انسانی حالت ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ رسول کریم ﷺ نے اس زمانہ کے متعلق خصوصیت سے یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ انسان رات کو مومن سوئے گا اور صبح کو کافر اٹھے گا اور رات کو کافر سوئے گا اور صبح مومن اٹھے گا۔1

پس اس زمانہ میں جبکہ ایسے ایسے جلد تغیرات کی پیشگوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی ہے بار بار یاددہانی کی ضرورت واضح ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ مصری صاحب پہلے تو ایسے اچھے تھے اب انہیں کیا ہو گیا؟ اس کا پہلا جواب تو یہ ہے کہ جو شخص پوشیدہ چالیں چلتا ہو اس کے حالات کا علم تو ایک عرصہ کے بعد ہی ہؤا کرتا ہے۔ دوسرے انہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ تو پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ اگر ایسے تغیّرات نہ ہوں تو پیشگوئی کیسے پوری ہو

یہ پیشگوئی بھی تو ہمارے ہی ذریعہ پوری ہونی تھی۔ اگر ہم میں ایسے لوگ نہ ہوتے تو کیا یہ پیشگوئی عیسائیوں کے ذریعہ پوری ہوتی یا یہودیوں کے ذریعہ پوری ہوتی یا سکھوں اور ہندوؤں کے ذریعہ پوری ہوتی یا زرتشتیوں اور بُدھوں کے ذریعہ پوری ہوتی یا یہ ان مسلمانوں کے ذریعہ پوری ہوتی جو پہلے ہی ایک مامور کا انکار کر کے اپنے آپ کو اسلام کی صحیح تعریف سے خارج کر چکے ہیں۔ اس پیشگوئی کا مفہوم یہ ہے کہ یہ زمانہ اس قدر منافقت کا ہوگا اور شیطان کا ایسا غلبہ ہوگا کہ انسان رات کو مومن سوئے گا اور صبح کو کافر اٹھے گا مگر اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا بھی ایسا جوش اس زمانہ کے لئے رکھا ہے کہ رات کو ایک شخص کافر سوئے گا اور صبح کو مومن اٹھے گا۔ گویا ایک طرف سے اگر پانی نکلے گا تو دوسری طرف سے ذخیرہ پورا بھی ہوتا رہے گا اور جب خصوصیت سے اس زمانہ کے متعلق یہ پیشگوئی ہے تو اس امر کی کتنی ضرورت ہے کہ ہم ہر وقت یہ اعلان کریں کہ ہم کون ہیں تا کسی کو ہمارے متعلق شبہ نہ رہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے دن میں پانچ بار اذان کا حکم دیا۔ (یاد رہے کہ اذان الہامی ہے بلکہ بعض صحابہ کو بھی رؤیا میں اس کے الفاظ سکھائے گئے تھے) اور اس کے ذریعہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اپنے عقائد کا اعلان کرتے ہیں۔ مؤذن ہر مرتبہ دنیا کو بتاتا ہے کہ اس رات سے اٹھنے کے بعد بھی میں مومن ہوں اور اب بھی میرا عقیدہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنے کام کاج میں لگ جاتا ہے اور قسم قسم کے ابتلا اس کے سامنے آتے ہیں۔ کئی لوگ اسے فریب دینا چاہتے ہیں اور غیر مذاہب کے لوگ بھی آ آ کر طرح طرح کی باتیں اس سے کرتے ہیں اور اسے اپنے عقائد سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب ظہر کا وقت ہوتا ہے تو وہ پھر کھڑا ہو کر اعلان کرتا ہے کہ بے شک میرے سامنے کئی لالچ آئے، لوگوں نے مجھے ورغلانا چاہا مگر پھر بھی میرا عقیدہ وہی ہے جو صبح تھا۔ پھر عصر کا وقت آتا ہے جب وہ کام کاج سے تھک جاتا ہے اور تکان سے چُور ہو جاتا ہے، کاروبار کے گھاٹے اس کے سامنے آتے ہیں، کئی قسم کی مایوسیاں پیدا ہوتی ہیں اور اس وقت مسلمان کھڑا ہو کر پھر وہی فقرے دہراتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ گویا عصر کا وقت آ گیا مگر میرے ایمان میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد اندھیرا ہو جاتا ہے اور

دنیا میں ایک تغیّر ہوتا ہے یعنی دن کے بعد رات شروع ہو جاتی ہے مگر وہ پھر اعلان کرتا ہے کہ گو رات آگئی اور دنیا میں اندھیرا ہو گیا مگر اب بھی میرا وہی عقیدہ ہے جو صبح تھا۔ میرے ایمان اور عقائد میں کوئی تغیّر نہیں آیا۔ پھر عشاء ہوتی ہے لوگ سونے لگتے ہیں، نئی نئی امیدیں باندھتے ہیں کہ آج کاروبار میں گو گھاٹا ہوُا مگر صبح یوں کام کریں گے۔ اس کے ساتھ چور ڈاکو اور قاتل اپنے دلوں میں بُرے منصوبے سوچنے میں مشغول ہوتے ہیں مگر اس وقت بھی مسلمان اعلان کرتا ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہ اَکْبَرُ۔ مَیں اب بھی اللہ تعالیٰ کو بڑا سمجھتا ہوں اور محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھتا ہوں۔ اگر کوئی چوری، ڈاکہ یا قتل کی نیت کرتا ہے تو مَیں اس سے بَری ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر سونے لگا ہوں۔ غرض یہ اعلان مسلمانوں سے دن میں پانچ مرتبہ کرایا گیا ہے اس لئے کہ انسان کی نیت بدلتے دیر نہیں لگتی۔

پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اعلان کرے کہ مَیں اب بھی ویسا ہی ہوں جیسا صبح تھا۔ اسلام کوئی خفیہ مذہب نہیں وہ عَلَی الْاِعْلَان اپنے ماننے والے سے اس کے عقائد کا اعلان کراتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ مسجدوں میں کھڑے ہو کر شور کرو کہ ہم مسلمان ہیں۔ پس جب رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانہ میں یہ اعلان ضروری تھا تو آج جس کے متعلق یہ بتایا گیا کہ اس زمانہ میں ایک شخص رات کو مومن سوئے گا اور صبح کافر اٹھے گا اور رات کو کافر سوئے گا اور صبح مومن اٹھے گا۔

اس بات کی بہت زیادہ ضرورت ہے کہ ہم دنیا کو بتائیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے عقائد کیا ہیں۔ اسی لئے میں ہر سال تحریک جدید کے متعلق یہ جلسے کرایا کرتا ہوں تا ہم دنیا کو بتا سکیں کہ ہم آج بھی ان باتوں پر قائم ہیں اور تا ہمارے اپنے نفس بھی ان باتوں کو یاد کر لیں۔ پھر جو نئے بچے اس عرصہ میں جوان ہوئے ہیں وہ بھی ان باتوں کو ذہن نشین کر لیں۔ اس تحریک پر آج چھ سال گزر چکے ہیں۔ کئی بچے جو اس وقت دس سال کے تھے اور اس وجہ سے ان باتوں کو نہ سمجھتے تھے آج سولہ سال کے جوان ہیں اور ان باتوں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کئی بچے ذہین ہوتے ہیں اور دس سال کی عمر میں بات سمجھ سکتے ہیں۔ وہ اس وقت چار سال کے تھے اور نہ سمجھ سکتے تھے مگر آج سمجھنے کے قابل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

پھر بعض بچے غیر معمولی طور پر ذہین ہوتے ہیں اور چھ سال کی عمر میں ہی بات سمجھ لیتے ہیں۔ جب یہ تحریک شروع ہوئی وہ اس کے قریب میں ہی پیدا ہوئے تھے یا چند ماہ کے تھے۔ اب وہ چھ سال کے ہو گئے ہیں وہ ان تقریروں کو سنیں گے تو یہ باتیں ان کے ذہن نشین ہو جائیں گی۔ پس مَیں اس سال کے ان جلسوں کے لئے گیارہ اگست کی تاریخ مقرر کرتا ہوں۔☆ اس روز جلسے کر کے تحریک جدید کے مطالبات کے متعلق تقریریں کی جائیں اور ان کی ضرورتیں اور فوائد بیان کئے جائیں۔ جنگ نے ان ضرورتوں کو آج بالکل واضح کر دیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب بالخصوص عہدہ داران ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے اور سلسلہ کے اخبارات بھی اس کی اہمیت کو متفرق پیرایوں میں جماعت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔ مَیں یہ بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اس جلسہ سے قبل جماعت کے مردوں، عورتوں اور بچوں کے علیحدہ علیحدہ جلسے کر کے بار بار یہ باتیں ان کے سامنے پیش کی جائیں۔ سیکرٹریان تحریک جدید ہفتہ وار رپورٹیں بھجواتے رہیں کہ اس کے لئے انہوں نے کس طرح چھوٹے چھوٹے جلسے منظم کئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کوشش کی جائے کہ اس وقت تک چندے بھی پورے کے پورے ادا ہو جائیں یا ان کا اکثر حصہ ادا ہو جائے اور جماعت کا اکثر حصہ ادا کر چکا ہو۔ اعداد کے لحاظ سے چونکہ یہ چھٹا سال ہے یہ سُستی کے سال بھی ہوتے ہیں اور چُستی کے بھی۔ بعض لوگ تھک جاتے ہیں اور ان کا قدم سُست پڑنے لگتا ہے مگر کئی سمجھتے ہیں کہ اب کام ختم ہونے لگا ہے۔ تحریک اختتام کو پہنچنے والی ہے اس لئے زیادہ جوش سے حصہ لینا چاہیئے۔

اس کے بعد میں دوستوں سے بعض آدمیوں کے فتنہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ سندھ جانے سے پہلے میں نے ان کے متعلق ایک خطبہ میں بیان کیا تھا اور آج پھر بعض باتیں ان کے متعلق بیان کرنا چاہتا ہوں۔ بعض دوست ان کی تقریریں نوٹ کر کے مجھے بھیج دیتے ہیں۔ چند روز ہوئے ان کی تقریروں کا خلاصہ مجھے پہنچا جسے پڑھ کر مجھے بے حد حیرت ہوئی۔ ایک نے ان میں سے اپنی تقریر میں کہا کہ کتنا ظلم ہے کہ خلیفۃ المسیح نے اپنے ایک خطبہ میں

☆خطبہ میں مَیں نے 28 جولائی کا اعلان کیا تھا مگر دفتر تحریک کی سفارش پر کہ وقت تھوڑا ہے بیرون ہند کے لوگ تیاری نہ کر سکیں گے میں گیارہ اگست کا اتوار اس دن کے لئے مقرر کرتا ہوں۔

جہاد کا اعلان کر دیا ہے۔ اگر نوٹ کرنے والے نے اس کا مفہوم صحیح سمجھا ہے تو جیسا کہ میں نے بارہا کہا ہے ایک دفعہ پھر یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ جو شخص سلسلہ کو چھوڑتا ہے وہ جھوٹ بولنے لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ کوئی شخص کوئی پوشیدہ بات کہتا ہے اور اس کے متعلق کسی کو دھوکا لگ جاتا ہے۔

ایک دفعہ یہاں حیدر آباد سے ایک طالب علم آیا۔ میں نے مبلّغین کلاس یہاں جاری کر رکھی تھی وہ اس میں پڑھنے لگا۔ وہاں بعض لوگوں سے اس کی لڑائی ہو گئی اور اس کا قصور ثابت ہو گیا۔ اسے ڈر تھا کہ اب مجھے سزا ملے گی اس لئے وہ جھٹ یہاں سے چلا گیا اور لاہور جا پہنچا اور پیغامیوں نے جیسا کہ ان کا قاعدہ ہے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس نے ایک مضمون لکھا کہ میں قادیان سے اس لئے آگیا ہوں کہ پہلے تو وہاں مجھے عام اسلامی باتیں ہی بتائی جاتی تھیں مگر جب دیکھا کہ ایمان پکا ہو گیا ہے اور خلیفہ نے یہ محسوس کر لیا کہ اب یہ کہیں جا نہیں سکتا تو ایک روز مجھے بیت الفکر میں جو مسجد کے پاس ایک کمرہ ہے بلایا اور کہا کہ اب تمہارے متعلق اطمینان ہو گیا ہے اس لئے اب تم اس بات کے مستحق ہو کہ تمہیں حقیقت بتا دی جائے۔ اصل میں ہمارا عقیدہ یہ ہے خاتم النبیین محمد مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نہیں بلکہ مرزا صاحب ہیں۔ اس کا بیان تھا کہ یہ بات میں نے اسے بیت الفکر میں علیحدہ لے جا کر کہی تھی۔ اس سے ناواقف لوگوں کو دھوکا لگنے کا امکان تھا لیکن جو لوگ ہمیں جانتے ہیں، دن رات ہماری تقریریں سنتے اور پڑھتے ہیں وہ جانتے اور سمجھتے تھے کہ یہ بات جھوٹ ہے۔ باقی لوگوں کو سمجھانے کا کوئی ذریعہ نہ تھا کیونکہ اس نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ بات اس سے بیت الفکر میں کہی گئی۔ یہ بھی خطرناک جھوٹ تھا مگر یہ جھوٹ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ خطبہ تو ہزاروں آدمیوں کے سامنے دیا جاتا ہے اور پھر لطف یہ ہے کہ اس شخص نے اپنی تقریر میں دلائل بھی دینے شروع کر دیئے کہ میرا یہ حکم ناجائز ہے 2 اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد ناجائز ہے اور خلیفہ نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو بھی چھوڑ دیا ہے اور معلوم ہوتا ہے یہ سب کچھ ہمارے قتل کے لئے ہو رہا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ جو شخص جماعت سے خارج ہوتا ہے وہ اپنی پوزیشن ایسی سمجھ لیتا ہے کہ گویا ساری جماعت

چھوٹے سے لے کر بڑے تک اس سے کانپ رہی ہے اور سب چاہتے ہیں کہ اسے مٹا دیں۔

یہ بالکل ویسی ہی مثال ہے جو میں نے اندھے اور سوجاکھے کی کئی دفعہ سنائی ہے۔ ایک اندھا اور ایک سوجاکھا کھانا کھانے بیٹھے۔ اندھے نے خیال کیا کہ سوجاکھا ضرور جلدی جلدی کھاتا ہو گا میں تو دیکھ نہیں سکتا اس لئے جس قدر جلدی چاہے کھا رہا ہو گا۔ یہ سوچ کر اُس نے بھی جلدی جلدی کھانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اس نے مجھے جلدی جلدی کھاتے دیکھ لیا ہے اس لئے پہلے سے بھی زیادہ جلدی سے کھانے لگا ہو گا اس لئے وہ اور بھی جلدی جلدی کھانے لگا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اس طرح جلدی کھاتے بھی اس نے دیکھ لیا ہے اس لئے اب اور کوئی تدبیر اس نے نکالی ہو گی اور وہ غالباً یہ ہو گی کہ یہ دونوں ہاتھوں سے کھانے لگ گیا ہو گا اور یہ سوچ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے کھانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے خیال کیا کہ اس بینا نے اب کوئی اور ترکیب سوچ لی ہو گی جس کے ذریعہ سے کھانے میں سے مجھ سے زیادہ حصہ لے سکے اور خیال کیا کہ وہ ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ ایک ہاتھ سے کھاتا جاتا ہو گا اور دوسرے ہاتھ سے کھانا جھولی میں ڈالتا جاتا ہو گا۔ چنانچہ اس نے بھی اسی طرح کرنا شروع کر دیا مگر پھر بھی اس کے دل کا وسوسہ نہ گیا۔ مگر اور کوئی بات اس کے ذہن میں نہ آئی جس کے ذریعہ سے وہ اس آنکھوں والے کے ساتھ نپٹ سکے۔ آخر گھبرا کر اس نے پلاؤ کا طبق اٹھا لیا اور بولا کہ بس بھئی اب میرا ہی حصہ رہ گیا ہے۔ لیکن اس سارے عرصہ میں آنکھوں والا اس کی حرکات کو دیکھ دیکھ کر ہنس رہا تھا اور اس نے کھانا بالکل چھوڑ رکھا تھا۔ یہی حالت ان لوگوں کی ہے۔ کوئی بات ہو یہ سمجھتے ہیں ہمیں قتل کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ کسی کو سائیکل پر جاتے دیکھا تو کہا یہ ہمیں مارنے کو آیا ہے، کسی کے ہاتھ میں سوٹی دیکھی تو کہہ دیا یہ ہمارے مارنے کے لئے ہے، کوئی مسکرا رہا ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ہمیں مارنا چاہتا ہے۔ گویا رات دن جو بات بھی ہوتی ہے وہ ان کو مارنے کے لئے ہوتی ہے۔

ابھی یہ جماعت سے نکالے نہیں گئے تھے کہ مَیں نے ایک خواب دیکھا۔ پہلے تو مَیں سمجھتا تھا کہ اس کا مطلب کچھ اور ہے مگر اب میں سمجھتا ہوں شاید یہ ان کے اور ان کے قماش کے دوسرے لوگوں کے متعلق ہو۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک چارپائی ہے جس پر مَیں بیٹھا ہوں۔

سامنے ایک بڑھیا عورت جو بہت ہی کَرِیۃُ الْمَنْظر ہے کھڑی ہے۔ اس نے دو سانپ چھوڑے ہیں جو مجھے ڈسنا چاہتے ہیں۔ وہ چارپائی کے نیچے ہیں اور سامنے نہیں آتے تا جب میں نیچے اتروں تو پیچھے سے کود کر ڈس لیں۔ میرا احساس یہ ہے کہ ان میں سے ایک چارپائی کے ایک سرے پر ہے اور دوسرا دوسرے سرے پر۔ تا میں جدھر سے جاؤں حملہ کر سکیں۔ میں کھڑا ہو گیا ہوں اور جلدی جلدی کبھی پائنتی کی طرف جاتا ہوں اور کبھی سرہانے کی طرف۔ میں خیال کرتا ہوں کہ جب میں پائنتی کی طرف جاؤں گا تو سرہانے کی طرف کا سانپ اس طرف دوڑے گا اور جب سرہانہ کی طرف آؤں گا تو پائنتی والا اس طرف آئے گا اور اس طرح میں ان کو جھانسہ دے کر نکل جاؤں گا۔ پانچ سات مرتبہ اس طرح کرنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ اب دونوں سانپ ایک ہی طرف ہیں اور میں دوسری طرف سے کُود پڑا۔ جب نیچے اترا تو میں نے دیکھا کہ واقعی وہ دونوں دوسری طرف تھے۔ میں فوراً ان کی طرف مُنہ کر کے کھڑا ہو گیا ان میں سے ایک نے مجھ پر حملہ کیا اور میں نے اسے مار دیا۔ پھر دوسرے نے حملہ کیا اور میں نے اسے مارا مگر میں سمجھتا ہوں ابھی وہ کچھ زندہ سا ہی ہے۔ اسی جگہ کے پہلو میں ایک علیحدہ جگہ ہے میں ہٹ کر اس کی طرف چلا گیا ہوں۔ وہاں ایک نہایت خوبصورت نوجوان ہے جو میں سمجھتا ہوں فرشتہ ہے اور گویا میری مدد کے لئے آیا ہے۔ وہ عورت چاہتی ہے کہ اس سانپ کو پکڑ کر مجھ پر پھینکے مگر وہ نوجوان میرے آگے آ گیا اور میری حفاظت کرنے لگا۔ عورت نے نشانہ تاک کر اس پر مارا اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی فوق العادت طاقت کا ہے۔ اس نے اسے سر سے پکڑ لیا اور چاقو نکال کر اس کی گردن کاٹ دی۔ اس عورت نے پھر اسی کٹی ہوئی گردن کو اٹھایا اور ہماری طرف پھینکنا چاہتی ہے کبھی اس کی طرف نشانہ باندھتی ہے اور کبھی میری طرف مگر اس فرشتہ نے مجھے پیچھے کر دیا اور خود آگے ہو گیا اور اسے پھینکنے کا موقع نہیں دیتا۔ آخر ایک دفعہ اس عورت نے پھینکا مگر فرشتہ آگے سے ایک طرف ہو گیا سامنے کچی دیوار تھی وہ اس دیوار میں لگا اور اس میں سوراخ ہو گیا اور وہ اس سوراخ کے اندر ہی گھس گیا۔ میری پیٹھ اس طرف ہے وہ فرشتہ ایک کمرہ کی طرف جو پہلو میں ہے اشارہ کر کے مجھ سے کہتا ہے کہ تم ادھر ہو جاؤ اس سوراخ میں سے یہ سانپ پھر نکلیں گے۔ (گویا ان کی موت مجازی تھی

اور جسمانی موت نہ تھی اور ابھی وہ حقیقتاً زندہ تھے) میں نے دیکھا کہ کبھی وہ اس سوراخ میں سے سر نکالتا ہے اور کبھی زبان ہلاتا ہے، کبھی اِدھر اور کبھی اُدھر رخ کرتا ہے۔ گویا چاہتا ہے کہ ہم ذرا غافل ہوں تو حملہ کر دے۔ جونہی وہ سر نکالتا ہے فرشتہ اس کو ڈراتا ہے اور وہ جھٹ اندر چلا جاتا ہے۔ اتنے میں یکدم یوں معلوم ہوا کہ ایک کی بجائے دو سانپ ہیں اور گویا دوسرا سانپ جسے میں نے مردہ سمجھا تھا وہ بھی درحقیقت زندہ تھا۔ چنانچہ پہلے تو ایک ہی سوراخ تھا مگر یکدم ایک اور نمودار ہو گیا اور دونوں سانپ ان سوراخوں میں سے کُودے اور زمین پر گرتے ہی آدمی بن گئے جو بڑے قوی الجثہ ہیں۔ اس پر فرشتہ نے کسی عجیب سی زبان میں کوئی بات کی جسے میں نہیں سمجھ سکا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اس نے کسی زبان میں جسے میں نہیں جانتا دعائیہ الفاظ کہے ہیں اور وہ الفاظ "ہاکی پاکی" کے الفاظ سے مشابہہ ہیں مگر چونکہ وہ غیر زبان ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ یہی الفاظ ہیں یا ان سے ملتے جلتے کوئی اور الفاظ۔ اس کے دعائیہ الفاظ کا اس کی زبان سے جاری ہونا تھا کہ میں نے دیکھا دونوں حملہ آور قید ہو گئے اور ان میں سے جو میرے قریب تھا میں نے دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اوپر اٹھے اور ان میں ہتھکڑیاں پڑ گئیں۔ مگر اس طرح کہ ایک کلائی دوسری کے اوپر ہے اور دایاں ہاتھ بائیں طرف کر دیا گیا ہے اور بایاں دائیں طرف کر دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ایک کمان دونوں ہاتھوں پر رکھی گئی ہے۔ اس کے ایک سرے سے ایک ہاتھ کی انگلیاں اور دوسرے سرے سے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں باندھ دی گئی ہیں۔ دوسرے آدمی کو کس طرح قید کیا گیا ہے میں اچھی طرح نہیں دیکھ سکا۔ پھر فرشتہ نے مجھے اشارہ کیا کہ باہر آ جاؤ۔ یہ خواب جب میں نے دیکھا یہ لوگ ابھی پوشیدہ تھے اور اندر ہی اندر اتحاد عالمین کے نام سے اپنی گدی بنانے کی سکیمیں بنا رہے تھے۔ ان کے اندر خود پسندی اور خودستائی تھی اور اپنی ولایت بگھارتے پھرتے تھے۔ لوگوں سے کہتے تھے ہم سے دعائیں کراؤ حالانکہ خلافت کی موجودگی میں اس قسم کی گدیوں والی ولایت کے کوئی معنے ہی نہیں۔ جیسے گوریلا وار کبھی جنگ کے زمانہ میں نہیں ہوا کرتی، چھاپے اسی وقت مارے جاتے ہیں جب باقاعدہ جنگ کا زمانہ نہ ہو۔ خلفاء کے زمانہ میں اس قسم کے ولی نہیں ہوئے۔ نہ صرف حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کوئی ایسا ولی ہوا نہ حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ کے

زمانہ میں۔ ہاں جب خلافت نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے ولی کھڑے کئے کہ جو لوگ ان کے جھنڈے تلے جمع ہو سکیں انہیں کر لیں تا قوم بالکل ہی تتر بتر نہ ہو جائے۔ لیکن جب خلافت قائم ہو اس وقت اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جیسے جب منظم فوج موجود ہو تو گوریلا جنگ نہیں کی جاتی۔ پس خلافت کی موجودگی میں ایسی ولایت کا وسوسہ دراصل کبر اور بڑائی ہے۔

اس خواب میں جو سانپ میں نے دیکھے ہیں میں سمجھتا ہوں ان میں سے ایک سے مراد اندرونی فتنہ ہے اور ایک سے بیرونی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں قسم کے فتنے اس وقت مل کر حملہ کر رہے ہیں مگر اللہ تعالیٰ دونوں کو دور کر دے گا اور فرشتوں کے ذریعہ ان کے ہاتھ بند کر دے گا۔ انسانی ہتھکڑیاں کوئی چیز نہیں اصل وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لگائی جائیں۔ حکومتیں کسی کو نظر بند کرتی ہیں تو اس کے ساتھی موجود رہتے ہیں جو اس کی آواز کو پہنچاتے رہتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کسی کو ہتھکڑی لگائے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اس تحریک کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ایسے فتنے دراصل جماعت کی بیداری کے لئے ہوتے ہیں۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں ایک طبقہ ایسا ہے جو احمدیت میں داخلہ کے بعد روحانی ترقی کی طرف بہت کم توجہ کرتا ہے وہ اس طرح دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہیں جس طرح احمدیت میں داخلہ سے پہلے تھے۔ اسلام دنیا کے کاموں سے روکتا نہیں بلکہ اجازت دیتا ہے۔ انبیاء بھی یہ کام کرتے رہے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے کام ثابت ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کام ثابت ہیں وہ زراعت بھی کرتے تھے۔ اولیاء اور صحابہ کا کام کرنا بھی ثابت ہے اسلام جس چیز سے منع کرتا ہے وہ یہ ہے کہ انسان اسی کام کا ہو جائے۔ بعض لوگ قادیان میں ہجرت کر کے آتے ہیں مگر یہاں آکر دنیا کے کاموں میں ہی لگ جاتے ہیں اور دین کا کام بالکل نہیں کرتے۔ میں نے خطبہ پڑھا کہ ہر احمدی تبلیغ کے لئے وقت دے۔ مجھے رپورٹ پہنچی ہے کہ بعض دکانداروں نے کہا ہے کہ ہم تبلیغ کے لئے چلے جائیں تو پندرہ روز میں تو ہماری دکان ہی بند ہو جائے گی۔ یہ بات کہتے وقت وہ اس بات کو بالکل بھول جاتے ہیں کہ ان کی دکان تو چلی ہی احمدیت کے طفیل ہے۔ اگر وہ سال میں 350 دن احمدیت کے طفیل روٹی کھاتے ہیں تو اگر پندرہ دن اس کے لئے بھی قربان کر دیں تو کون سی بڑی بات ہے؟

حضرت لقمان کا ایک واقعہ مجھے یاد آگیا۔ آپ ابھی بچے تھے کہ قید ہو گئے۔ ڈاکو اٹھا کر کہیں لے گئے اور کسی امیر کے پاس بیچ دیا۔ کہتے ہیں ان کے آقا نے ان کو نوکروں کے ساتھ باغ میں انگور توڑنے کے لئے بھیجا۔ وہ توڑ کر لائے تو بہت ہی کم تھے۔ آقا نے وجہ دریافت کی کہ اس قدر کم انگور کیوں اترے ہیں؟ وہ سب بڑی عمر کے لوگ تھے اور حضرت لقمان کی عمر صرف اس وقت آٹھ دس سال کی تھی۔ انہوں نے کہا آپ نے اس لڑکے کو ساتھ بھیج دیا تھا یہ بڑا بد معاش ہے۔ ہم جو انگور توڑتے یہ کھا جاتا تھا۔ حضرت لقمان گو بچے تھے مگر تھے ذہین۔ آپ نے کہا کہ سب کو قے کرائی جائے تا معلوم ہو سکے کہ کس نے کھائے ہیں۔ آقا نے ایسا ہی کیا تو ان سب کے معدوں سے انگور نکلے مگر حضرت لقمان کا معدہ بالکل خالی تھا۔ اس وجہ سے آپ اپنے آقا کو بہت پیارے لگنے لگے اور وہ اپنے بیٹوں کی طرح آپ سے محبت کرنے لگا۔ ایک دفعہ اس کے کسی گماشتے نے کہیں دور دراز سے اسے بے موسم کا خربوزہ بھیجا۔ سردے کا قاعدہ ہے کہ اگر وہ خراب ہو جائے تو شدید کڑوا ہوتا ہے۔ آقا نے اس سردے سے ایک کاش کاٹی اور حضرت لقمان کو محبت سے دی۔ آپ نے اسے بڑے مزے سے کھایا۔ آقا نے سمجھا بہت لذیذ ہے اور ایک اور دی۔ آپ نے وہ بھی بڑے مزے لے لے کر کھائی اور اس نے ایک اور دی۔ وہ بھی آپ نے اسی طرح کھائی۔ اس پر آقا نے خیال کیا کہ ایسی اچھی چیز میں خود بھی کھاؤں۔ اس نے اسے چکھا تو وہ سخت کڑوی تھی۔ اس نے آپ سے کہا کہ تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں ہے کہ یہ اس قدر کڑوی چیز ہے۔ آپ نے کہا کہ اس سے زیادہ بے حیائی اور کیا ہو سکتی تھی کہ جس ہاتھ سے میں نے اتنی میٹھی کاشیں کھائی ہیں اس سے اگر دو تین کڑوی کھانی پڑیں تو چلّا اٹھتا۔

پس اگر غیرتِ اسلامی نہ ہو، دین کی محبت نہ ہو، تب بھی شریف آدمی کی حیثیت سے قادیان کے تاجروں کا یہ فرض تھا کہ جس کی طفیل وہ سال کے 350 دن کماتے ہیں اس کی خاطر پندرہ روز کی قربانی کا مطالبہ ہو تو پس و پیش نہ کریں۔ قادیان کا کوئی ایک بھی تاجر ایسا نہیں جو گھر سے کھاتا پیتا آیا ہو۔ سب کے سب ایسے ہیں جنہوں نے یہیں آکر کمائیاں کی ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جب یہاں آئے تو ان کی حیثیت پانچ سات روپیہ کی بھی نہ تھی۔ بے شک

بعض ہزار دو ہزار کی حیثیت کے تھے مگر اب ان کی حیثیت اس سے بہت زیادہ ہے اور اگر ان کے اندر غیرت دینی نہ بھی ہو اور احمدیت و اسلام کی محبت بالکل نہ ہو تو بھی حضرت لقمان کی بات کے پیش نظر ان کو چاہیئے تھا کہ جس کے طفیل 350 دن روٹی کھاتے ہیں اس کے لئے پندرہ دن قربانی کرنے سے دریغ نہ کریں۔ یہ تو ایک ایسی بات ہے جس کی ایک ہندو اور عیسائی سے بھی امید کی جاتی ہے۔

انگلستان اس وقت لڑائی میں شامل ہے وہاں کسی کی نہ تجارت باقی ہے نہ جائداد۔ سب پر حکومت کا قبضہ ہو چکا ہے اور پھر ان لوگوں کی قربانیوں کے واقعات چھپتے ہیں تو پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔ ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی نیوی سے ریٹائر ہو چکا تھا حکومت کی طرف سے جب اعلان کیا گیا کہ ڈنکرک سے فوجوں کو نکالنے کے لئے ہر قسم کے جہازوں اور ملاحوں کی ضرورت ہے تو چھ گھنٹہ کے اندر اندر ہزاروں لوگ اپنی اپنی کشتیاں لے کر حاضر ہو گئے کہ ہمیں بھیج دیا جائے اور ان میں سے ایک کشتی کا مالک وہ بڈھا تھا۔ ان سب کو بھیج دیا گیا اور وہ دن رات کام کرتے رہے۔ یہ بوڑھا بھی بار بار سپاہیوں کو اپنی کشتی میں بٹھا کر لایا اور دن رات ایسی سخت محنت کی کہ اس کے پاؤں پر فالج گرا مگر پھر بھی اس نے اپنا کمپاس نہ چھوڑا اور اس فالج کی حالت میں بھی آخری پھیرا لایا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو محض دنیا کے لئے کام کرتے ہیں روحانیت سے ان کو واسطہ نہیں مگر ہم میں سے بعض احمدیت کے لئے معمولی سی قربانی میں بھی تامل کرتے ہیں حالانکہ احمدیت کے طفیل دنیوی لحاظ سے بھی ان کو کافی فائدہ پہنچا ہوا ہے۔ ہم میں سے کون ہے جسے احمدیت سے روحانی، جسمانی اور مالی فوائد حاصل نہ ہوئے ہوں۔ ہمیں خود فائدہ پہنچا ہے، ہم زمیندار ہیں مگر ہماری زمینوں کی قیمت پہلے اتنی نہ تھی جتنی اب ہے۔ ہم کہتے تو ہیں کہ ہم سلسلہ کے اموال میں سے کچھ نہیں لیتے مگر اس طرح دیکھا جائے تو بہر حال ہمیں سلسلہ کے طفیل فائدہ پہنچا ہے۔

مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ نواب محمد علی خان صاحب سے فرمایا کہ یہاں کے چوہڑوں کی طرف سے بہت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ والد صاحب کے زمانہ میں ان کو صرف آٹھ آنہ ماہوار اور روٹی ملتی تھی اور وہ سارا سارا دن کام کرتے تھے مگر اب

دو روپے اور روٹی ملتی ہے مگر وہ کام نہیں کرتے۔ لیکن احمدیت کی وجہ سے آج یہ حالت پہنچ گئی ہے کہ اب بارہ چودہ روپیہ اور روٹی دینی پڑتی ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے۔ یہی حال دھوبیوں کا ہے۔ ان کو سوائے اس کے کہ فصل کے موقع پر مالکوں کی طرف سے غلہ وغیرہ دے دیا جاتا تھا یا سوائے اس کے کہ کسی کی کوئی خدمت وغیرہ کر کے کچھ حاصل کر لیں کوئی آمدنہ تھی مگر اب وہ یہاں 25، 30 بلکہ چالیس چالیس روپیہ ماہوار کماتے ہیں۔ یہی حال ترکھانوں اور لوہاروں وغیرہ کا ہے۔ پہلے یہاں ان کی مزدوری چھ سات آنہ روزانہ تھی مگر اب ڈیڑھ دو روپیہ ہے۔ تو خواہ قادیان کے رہنے والے ہوں یا باہر سے آنے والے تاجر ہوں یا مزدور یا کوئی اور کام کرنے والے، سب پر احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل نازل ہوئے ہیں۔ پھر جو لوگ پنشن لے کر یہاں آجاتے ہیں ان کو بھی دنیوی لحاظ سے اور دینی لحاظ سے بھی کافی فائدے پہنچتے ہیں۔ یہاں تعلیم کا جیسا انتظام ہے باہر ویسا ان کے لئے نہیں ہو سکتا۔ پھر یہاں ان کے بیوی بچے بے فکری سے رہتے ہیں کئی لوگ بیوی بچوں کو یہاں چھوڑ کر خود باہر چلے جاتے ہیں بلکہ ہندوستان سے باہر چلے جاتے ہیں اور ان کے بعد ان کے بیوی بچے بڑے آرام اور چین سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ سَو میں سے کسی ایک کو کوئی تکلیف بھی پہنچتی ہوگی مگر عام طور پر بہت آرام پہنچتا ہے۔ لاہور میں ایک سکھ پروفیسر نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ جب ملک میں عام خطرہ ہو تو احمدیوں میں جائے پناہ مل سکتی ہے۔ پس ان فضلوں کے باوجود جو احمدیت کی وجہ سے دینی دنیوی، روحانی اور علمی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر کئے ہیں، کئی ہیں جو اِن فضلوں کے مقابلہ میں احمدیت کے لئے بہت ہی کم جدوجہد کرتے ہیں اور ان کے اندر بیداری پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ ایسے فتنے پیدا کرتا رہتا ہے۔ جب کوئی فتنہ اٹھتا ہے تو ایسے کمزور لوگوں میں بھی جوش پیدا ہو جاتا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ ان مخالفوں کا خوب مقابلہ کرنا چاہیئے۔ خوب تقریریں ہوں اور رسالے لکھے جائیں حالانکہ اگر وہ پہلے ہی تقریروں اور رسالوں کا انتظام کرتے تو وہ فتنہ پیدا ہی نہ ہوتا اور اب بھی اگر وہ اپنی اصلاح کر لیں اور اپنے اندر بیداری پیدا کر لیں تو اللہ تعالیٰ فتنوں کے سلسلہ کو روک سکتا ہے۔ یہ فتنے تو محض جگانے کے لئے ہوتے ہیں جب کوئی شخص نیند سے بیدار نہ ہو تو ہم اسے ہلاتے ہیں، پھر بھی ہوش میں نہ آئے تو پانی کا

چھینٹا دیتے ہیں اور پھر بھی نہ جاگے تو چارپائی الٹا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح کرتا ہے۔
پس جماعت کو چاہیئے کہ اپنے اندر بیداری پیدا کرے۔ تبلیغ میں لگ جائے، نمازوں کی پابند ہو اور ہر لحاظ سے اپنی اصلاح کرے۔ پھر یہ لوگ آپ ہی آپ خاموش ہو جائیں گے۔ ان کی نہ تو علم کے لحاظ سے کوئی حیثیت ہے اور نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کو کوئی تائید یا نصرت حاصل ہے۔ وہ جانتے بھی نہیں کہ تقویٰ کیا ہے ان کو صرف بڑائی کا خیال ہے۔ جماعت کو چاہیئے کہ ان کی باتوں کی طرف کوئی دھیان ہی نہ دے۔ وہ آپ ہی آپ جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔ اپنی اصلاح میں لگ جائے، دین سیکھنے اور سکھانے کی طرف متوجہ ہو، زبان کو پاک رکھا جائے، گالی گلوچ نہ کی جائے، نمازوں کی پابندی کی جائے کیونکہ ان باتوں کے بغیر خدا تعالیٰ کا فضل حاصل نہیں ہو سکتا۔ اگر جماعت اپنی اصلاح کرے اور تبلیغ میں لگ جائے تو ان لوگوں کے فتنے خود بخود مٹ جائیں گے کیونکہ یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اور جھوٹ بولنے والا کامیاب نہیں ہو سکتا۔" (الفضل 16 جون 1940ء)

---

1 صحیح مسلم کتاب الایمان باب الحث علی المبادرۃ بالاعمال۔۔۔۔

2 ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 77